فہمِ قرآن میں مفردات کی اہمیت وضرورت: تجزیاتی مطالعہ

The Importance and Necessity of Vocabulary in Understanding the Qur'an: An Analytical Study

Dr. Ali Asghar Chishti
Associate Professor, Dept. of Islamic Studies, GIFT University, Gujranwala:
ali.asghar@gift.edu.pk

Naeem Ullah
PhD Scholar, Dept. of Islamic Studies, GIFT University, Gujranwala:
naeemathar573@gmail.com

Abstract:
Vocabulary of Holy Qur'an means the words of the Holy Qur'an.The words of the Qur'an are keys to know the interpretation and tafseer of the Holy Qur'an. If there is a mistake in the meaning of the words, the whole meaning becomes wrong. The basic units of any book are its words. The words of the Qur'an are also the backbone of all sciences of islam. We also need to know the words of the Holy Quran because the enemies of Islam change the meanings of the words of the Holy Quran for attacking on Islam.It also has a big impact in Halal and Haram rules.The words of the Holy Qur'an are used as terms in the religion of Islam and shriyah.Knowing about the words of Holy Quran makes a person an expert in classic and modern Arabic language.

Keywords: *Basic units, Halal and Haram, Synonyms, Terminology, necessity, importance*

قرآن کریم ایک ایسی لازوال کتاب ہے جو نبی کریم ﷺ پر بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لیے نازل کیا گئی۔ اس کو پڑھنا، سننا، سیکھنا، سیکھانا اس میں غوروخوض، تفکر و تدبر کرنا وغیرہ اس کے نزول کے مقاصد میں شامل ہے۔ قرآن صرف مذہبی تعلیمات کی کتاب ہی نہیں ہے بلکہ یہ لسانی، ادبی، اخلاقی، تعمیری اور تعلیمی کمالات کا سرچشمہ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو پڑھنے اور سمجھنے والوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اگرچہ دنیا کے مختلف ممالک اور زبانوں میں اس کے پڑھنے اور سمجھنے والوں کی کثرت ہے تاہم خطہ ءبرصغیر میں بھی اس کو درک کرنے والے کسی سے پیچھے نہیں آگے ہی ہیں۔ اس شعبہ کے متعلقین بخوبی جانتے ہیں کہ برصغیر میں قرآن کریم کے الفاظ کی گہرایوں میں اتر کر گوہروں کو تلاش کرنے والوں کی تعداد بحمد اللہ تعالیٰ معقول ہے۔ غواصی کرنے والے حُسنِ پنہاں

کو حُسن بیان تک لاتے ہوئے اپنے آپ کو"نضّر الله" کے نورِ باقی کے سے منور کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ تواتر سے چلا آرہا ہے یعنی اسے پڑھنے اور اس کے الفاظ کے سمندر میں غوطہ زنی کرنے کا سلسلہ کبھی رُکا نہ تھا۔

دنیاءِ اسلام میں مفردات القرآن کے فہم و درک اور تبیین و بیان میں رنگارنگی، تنوع اور توسع کی کوششیں علیٰ قدرِ مراتب ہو رہی ہیں۔ یہ بات اہل علم و دانش جانتے ہیں کہ خطّہءِ برصغیر میں مفردات القرآن پہ کی گئی تحقیق پُر معنی ہی نہیں بلکہ معنی خیز بھی ہے، معنی خیز ہی نہیں بلکہ معانی و نظریات کے تخم ہیں۔ فہم مفردات کی دنیا میں ہر محقق کی اپنی نظر، انداز، مزاج اور طبیعت ہے۔ یوں ایک آیت کی دس تفاسیر دیکھنے سے بھی طبع میں گرانی اور ثقل نہیں آتا بلکہ دِلجمعی سے طبیعت هل مِن مّزید کی تمنائیں اور صدائیں لگاتی ہے۔ ذیل کی سطور میں ہم مفردات کے معنی و مفہوم کو جانیں گے۔

مفردات کا لغوی معنی:

مفرد کا کلمہ "افراد" مصدر سے بنا ہے۔ المعجم الوسیط میں ہے کہ:

فَرَدَ،فُرُوْداً، اِنْفَرَدَ، تَوَحَّدَ بِالْاَمْرِوَالرَّاىِ، اِنْفَرَدَ"اورمفرد کا کلمه "افرد، یفرد، افراداًسے"مفرد اسم مفعول ہے۔ الافراد فی النحو خلاف التثنية والجمع و فی الفقه الا يجمع بين الحج والعمرة فی الاحرام۔المفرد فی الالفاظ مالا يدل جزءه علی جزء معناه۔[1]

اکیلا و یکتا ہونا، الگ ہونا یعنی کسی بندے کا کسی کام یا رائے میں الگ ہونا یا منفرد ہونا۔ مفرد کا کلمہ باب افعال کے مصدر افراد سے بنا ہے۔ افرد، یفرد، افراداً، سے " مفرد" کا اسم مفعول ہے۔ نحو میں افراد یا مفرد ایک یا واحد کے لیے بولا جاتا تثنیہ یا جمع کے مقابلہ میں، اور فقہ میں مفرد، حج اور عمرہ کا احرام الگ باندھنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور الفاظ میں جس کی جزء اس کے معنی کی جزء پہ دلالت نہ کرے۔

---

[1] ابراہیم انیس، عبد الحلیم منتصر، عطیۃ الصوالحی، محمد خلف الله احمد۔ المعجم الوسیط۔ الناشر: مکتبۃ الشروق الدولیہ، الطبعۃ الرابعہ: 2008م، ص:680

Ibraheem Anees, Abdul Halim Muntasir, Atiya Al-Sawalhi, Muhammad Khalaf Ullah Ahmad, Al-Mu'jam Al-Waseet.Publisher: Al-Shrooq International Library, fourth edition: 2008 AD, p. 680.

مفردات القرآن کا مفہوم:

مصادر قدیمہ وجدیدہ کی چھان پھٹک کے بعد ہم مفردات القرآن کی کوئی جامع و مانع تعریف کا تعین نہیں کر سکتے کیونکہ اس علم میں انتہائی وسعت اور اس کے مصادر میں بہت تشتّت ہے نیز اسکے فروعات بھی بہت زیادہ ہیں۔امام راغب الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے "علم المفردات "کو علوم قرآنیہ کی لفظی شاخ کا حصہ بنایااور اپنی نفیس کتاب کے نام معجم المفردات لالفاظ القرآن پر اس کا اطلاق بھی کیا۔عنوان سے ہی مترشح ہوتا ہے کہ انہوں نے خاص قرآن کریم کے مفردات کو بیان کیاہے۔خود فرماتے ہیں:

وذكرتُ أنّ أول ما يُحتاج أن يُشتغل به من علوم القرآن العلوم اللفظية، ومن العلوم اللفظية تحقيق الألفاظ المفردة فتحصيل معاني مفردات ألفاظ القرآن في كونه من أوائل المعاون لمن يُريد أن يدرك معانيه، كتحصيل اللبن في كونه من أول المعاون في بناء ما يريد أن يبنيه، وليس ذلك نافعاً في علم القرآن فقط، بل هو نافع في كل علم من علوم الشرع فألفاظ القرآن هي لك كلام العرب وزبدته، وواسطته وكرائمه، وعليها اعتمادالفقهاءوالحكماء في أحكامهم وحكمهم، وإليها مفزع حذاق الشعراء والبلغاء في نظمهم ونثرهم،وما عداها وعدا الألفاظ المتفرعات عنها والمشتقات منها هو بالإضافة إليها كالقشور والنوى بالإضافة إلى أطايب الثمرة، وكالحثالة والتبن بالإضافة إلى لبوب الحنطة[2]

"اور میں نے ذکر کیا کہ قرآن کے علوم سے سب سے پہلے جس چیز پر کام کرنے کی ضرورت ہے وہ لفظی علوم ہیں۔ مفردات القرآن کے معانی کی تحصیل ہی معانی کا ادراک چاہنے والے اور کھوج لگانے والے کے لیے اولین بنیاد اور معاون کی حیثیت رکھتی ہے جیسے دودھ پہلی بنیاد اور معاون کی حیثیت رکھتاہے آگے جو کچھ بھی بنتا ہے بالائی، دہی، مکھن، لسی وغیرہ تمام اشیاء اسی سے وجود میں آتی ہیں۔ یہ علم قرآن کریم

[2] اصفہانی،راغب۔مفردات الفاظ القرآن۔ص:54،بیروت: دارالشامیہ،الطبعة الرابعه2009ء

Asfahani, Raghib, Mufradaat Alfaaz il Qur'an, p. 54, Beroot: Dar ul-Shamiya, fourth edition, 2009.

میں ہی فائدہ نہیں دیتا بلکہ شرع دین متین کے تمام علوم میں نفع بخش ہے۔ قرآن کریم کے الفاظ عرب کلام کا لب لباب اور جوہر و خلاصہ کی طرح ہی ہیں۔ ایک لحاظ سے یہ عربوں کے کلام کے فہم کے لیے ایک واسطہ اور اجزاء کی حیثیت رکھتے ہیں۔اور استنباطِ حِکَم و احکام میں علماءو فقہاء کرام نے انہی مفردات پہ اعتماد کیا ہے۔ نیز حاذق شعراء و بلغاء نے نظم و نثر میں اسی کو بنیاد بنایا ہے۔جو ان الفاظ کے فروعات و مشتقات ہیں وہ مستزاد ہیں جیسے چھلکے اور گٹلیاں پھلوں کے اور بھوسے، تنکے جواہرِ گندم کے علاوہ زائد فوائد میں سے ہیں۔"

امام راغب اصفہانی نے مفردات کے مصادیق بیان کر کے اس کو جانچنے کی کاوش کی اور ساتھ ساتھ دیگر اقوال و تصانیف کو بھی پیش نظر رکھا۔ان کی فکر سے اصطلاحی تعریف کا تعین کرنے کے قریب قریب پہنچا جاسکتا ہے:

"علم المفردات القرآنية علم يتناول فقط المفردة القرآنية من حيث حذرها و اشتغالها اللغوى والدلالة على المعنى المطلوب مناسبتهاو طريقة كتابتها و تلفظها و استعمالاتها الحقيقية والمجازية"[3]

علم مفردات قرآن ایسا علم ہے جو صرف مفردات قرآنی کو بحیثیت احتیاط اور لغت کے اشتغال کے اعتبار سے شامل ہوتا ہے۔اور اس معنی پر دلالت کے اعتبار سے جس کی مناسبت مطلوب ہوتی ہے اور طریقہ کتابت مطلوب ہوتا ہے تلفظ اور حقیقی و مجازی استعمال مطلوب ہوتا ہے۔

درجہ بالا سطور اگرچہ امام راغب اصفہانی کی تصنیف و تالیف میں تحریر نہیں ہیں تاہم ان کی تحریروں کو سامنے رکھ کر ایک تعریف کی جاسکتی ہے کہ جب آپ "مفردات" کی توضیح کے لیے مخصوص الفاظ کے ساتھ مقصود بھا عبارت لا کر معانی واضح کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ان فکر کی روشنی میں "مفردات" کی تعریف و مفہوم خود بخود قاری کے سامنے اُبھر کر سامنے آجاتا ہے۔ہاں مفردات کے مشتقات، متعلقات، مناسبات، استعارات وغیرہ امور جو مفردات القرآن

[3] شکوری، ابو الفضل، حول تفسیر مفردات القرآن۔ الناشر: مرکز تحقیقات پیتوری علوم اسلامی۔ ص:2

Shukuri, Abu al-Fadl, Haula Tafseer Mufradaat ul Qur'an. Publisher: Pitouri Research Center for Islamic Sciences, p. 2.

سے مرتبط ہیں کا جاننا بھی انتہائی ضروری ہے۔ لیکن اس ارتباط کو جاننے اور سمجھنے کے لیے کچھ قوانین و قواعد ہیں جن کی طرف قاری کا رجوع کرنا ضروری ہے۔ وہ قوانین اس فن کی کتب کا مطالعہ کرنے سے سامنے آئیں گے۔

امام راغب کے نزدیک مختلف الفاظ و عوارض اور قرآن کریم میں ان کے استعمال کی کیفیت پر مشتمل معانی کا ایک ایسا وسیع علم ہے جہاں سے معارف قرآنیہ کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

شمس الدین محمد بن محمود الآملی کے نزدیک مفردات کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ ان کے نزدیک کسی لفظ کا معنی کسی دوسرے لفظ کے ساتھ بیان کیا جائے جو اس کا حقیقیت یا قریب ترین معنی میں مترادف ہو۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب عرائس الفنون میں لکھتے ہیں:

> " فایدہ ششم در بیان معرفت معانی الفاظ بدانکہ ہر لفظی از پارسی یا ترکی یا غیر آن کہ چون از معنی آن پرسند، لفظی کہ در جواب گفتہ شود معنی نیست بلکہ لفظی دیگر است مرادف او کہ بنسبت اشہر واعرف است مثلا ماء وآب و سووپانی الفاظ مترادفہ اند کہ بنسبت باعرب مآء اعرف است و بہ نسبت با اہل فرس آب وبنسبت ترک سو و بنسبت باہند پانی و بنسبت با قومی دیگر الی آخر۔۔۔ ومعنی او جسمیست رطب سیال کہ باجسام مختلفۃ الصور منقسم نشود۔ و تعبیر از مفہومات اشیاء صعوبتی دارد، و اکثر از آن بی خبرند تا بحدیکہ اگر از ایشان پرسند کہ معنی اللہ چیست گویند خدا و ندانند کہ اللہ وخدا مرادف یکدیگرند و معنی او ذاتی است کہ استحقاق عبادت داشتہ باشد۔"[4]
>
> "معانی الفاظ کی معرفت کے بیان میں فائدہ: جان لیجئے کہ ہر لفظ خواہ فارسی ہو یا ترکی یا کسی اور زبان کا، جب بھی اس کا معنی پوچھا جائے گا تو جواب میں کہا جائے گا کہ اس کا معنی تو نہیں ہے ہاں البتہ دیگر مترادف لفظ جو اس کی نسبت زیادہ جانا پہچانا سا ہو (وہ اس کی جگہ استعمال کر لیا جائے)۔ مثلاً "مآء"، "آب"، "سو"، "پانی"، مترادف الفاظ ہیں کہ عرب میں "مآء" کا لفظ زیادہ جانا پہچانا ہے، اور فارسی میں "آب" ترکی میں "سو" اور ہندی میں "پانی" بنسبت دیگر قوموں کی زبانوں کے الفاظ سے زیادہ جانے

---

[4] آملی، محمد بن محمود۔ نفائس الفنون فی عرائس العیون۔ ج:1، ص:40، ایران: انتشارات اسلامیہ خیابان پانزدہ۔
Amali, Muhammad bin Mahmoud. Nafais ul Fonoon fi Earais il Oyoon . Part: 1, p. 40, Iran: Islamic publications, Khayaban Panzdeh,.

پہچانے الفاظ ہیں۔اس کا حقیقی معنی ایک ایسی ترسیال جسمیت جو مختلف صورتوں والے جسموں میں منقسم نہ ہو۔اسی طرح اشیا کے مفاہیم کی پہچان و تعبیر بڑا مشکل امر ہے جس سے اکثر بے خبر ہیں۔ یہاں تک کہ انہیں اگر پوچھا جائے کہ لفظ اللہ کا معنی کیا ہے تو کہیں گے کہ خدا۔ وہ جانتے ہی نہیں کہ اللہ اور خدا مترادف ہیں۔ قطع نظر کہ اس لفظ کا استعمال ان معنوں میں ہوتا کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق ہی نہیں۔"

مفردات القرآن کے مترادف الفاظ:

قرآنی کلمات کی تفسیر و تشریح پر مبنی تالیفات کو، مجاز القرآن معانی القرآن، لغات القرآن، وجوہ القرآن ، غریب القرآن، قاموس القرآن، کلمات القرآن، معجم معاجم القرآن کے ناموں سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔[5]

مفردات القرآن کی اہمیت:

قرآن عربی زبان میں نازل ہوا اور اس کو جانے سے پہلے ان کئی علوم کا جاننا ضروری ہے جن کی بنیاد پر ہم قرآن کریم کو سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً علم اللّغۃ، اشتقاق، صرف، نحو، بلاغت و فصاحت وغیرہ، "مفردات" کو جاننے سے پہلے ان علوم میں حذاقت ناگزیر ہے۔ یہ علوم فہمِ قرآن کے لیے بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ذیل کی سطور میں قرآن کریم کے سمجھنے کے لیے مفردات القرآن کی کو بیان کیا جاتا ہے۔

فہمِ مفردات القرآن کی ناگزیریت:

قرآن کریم کے سمجھنے کے لیے اس کے الفاظ اور معانی کو جاننا اور سمجھنا حتمی اور ضروری کیوں ہے؟ اس سوال کا جواب تلاش کرنے سے پہلے کتاب اللہ کی طرف آتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"حم ، وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ،إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ"[6]

---

[5] بھٹو، سیف اللہ، ڈاکٹر۔ عبد الرحمان، ڈاکٹر۔ بھٹو، حمید اللہ، ڈاکٹر۔ بر صغیر میں مفردات القرآن پر کام کا تعارفی مطالعہ۔ الناشر: شاہ وعبد اللطیف یونیورسٹی خیر پور، مجلہ بیان الحکمہ، تحقیقی مجلہ نمبر5، ص:2

Bhutto , Saif Ullah,Dr, Abdul Rahman,Dr, Hamidullah,Dr .An Introductory Study on work on the words of the Holy Quran.Publisher: Shah Abdul Latif University Khairpour, Bayan Al-Hikma Magazine, edited by Magazine No. 5, p.

[6] القرآن الکریم: الزخرف43:3،2،1

The Holy Qur’an: Az-Zukhruf43:1,2,3

"حم، قسم ہے روشن کتاب کی۔ بیشک ہم نے اسے عربی (زبان) کا قرآن بنایا ہے تا کہ تم لوگ سمجھ سکو"

اس آیت کی تفسیر میں ابن کثیر لکھتے ہیں:

"يَقُولُ تَعَالَى"حم. وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ"أَيِ الْبَيِّنِ الْوَاضِحِ الْجَلِيِّ الْمَعَانِي وَالْأَلْفَاظِ لِأَنَّهُ نَزَلَ بِلُغَةِ الْعَرَبِ الَّتِي هِيَ أَفْصَحُ اللُّغَاتِ لِلتَّخَاطُبِ بَيْنَ النَّاسِ وَلِهَذَاقَالَ "إِنَّا جَعَلْنَاهُ" أَيْ أَنْزَلْنَاهُ "قُرْآنًا عَرَبِيًّا" أَيْ بِلُغَةِ الْعَرَبِ فَصِيحًاوَاضِحًا"لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ" أَيْ:تَفْهَمُونَهُ وَتَتَدَبَّرُونَهُ، كَمَاقَالَ "بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ"[7]۔"[8]

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حم والکتاب المبین یعنی واضح، جلی اور نمایاں الفاظ و معانی والی کتاب کی قسم، کیونکہ یہ اس لغت عربی میں اُتری جو لوگوں کے لیے افصح اللغات ہے۔ اسی لیے فرمایا گیا کہ ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں اتارا۔ یعنی ایسی لغت عرب جو (سمجھنے کے لیے) فصیح اور واضح تا کہ تم سمجھ سکو، مراد کہ تم اس کو فہم کر کے اس میں تدبر کرو جیسے اللہ نے اسے واضح کھلی عربی زبان میں اتارا۔"

اس سے ایک تو یہ پتہ چلا کہ چونکہ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا لھٰذا فہمِ قرآن فہمِ لسان عرب پہ منحصر ہے۔ دوسرا یہ کہ قرآن کریم کی تفسیر جاننے کے لیے ہمیں یہ جاننا ہو گا کہ قرآن کریم کے مفردات و مرکبات کو کس کس تناظر اور سیاق میں استعمال کیا گیا ہے؟

کُل کو سمجھنے کے لیے جُزء کا سمجھنا کیوں ضروری؟

کل کو سمجھنے کے لیے جزء کو سمجھنا کیوں ضروری ہے؟ اس چیز کو سمجھنے کے لیے تھوڑی توجہ کی ضرورت ہے کہ یہ ایک بدیہی امر ہے کہ ہر کُل جزء سے مل کر ہی بنتا ہے اور ہر کتاب کا مواد اس کے اجزاء اور مفردات پہ ہی مشتمل ہوتا ہے۔ یہ اجزاء کسی بھی کتاب کی بنیادی اکائیاں ہوتی ہیں جو حروف سے ترتیب پاتی ہیں۔ پھر انہیں مفردات کو

---

[7] الشعراء26: 195

Al-Shu'ara' 26: 195

[8] ابن كثير، اسماعيل بن عمر(متوفی774)۔تفسير القرآن العظيم، الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة الاولىٰ:1999م، ج:7، ص:218

Ibn Kaseer, Ismail bin Omar (died 774 AD), Tafseer ul Qur'an il azeem, Publisher: Darul Taiba for Publishing and Distribution, first edition: 1999 AD, vol. 7, p. 218

ترتیب دے کر جملے بنائے جاتے ہیں تاکہ معانی کے اداکئے جاسکیں۔ قرآن کریم بھی مفردات اوراجزاءپر مشتمل کلام ہے۔ اس کے اجزاء اور مفردات مل کر جملے اور کلام کہلواتے ہیں۔اس کے مفردات میں معانی کی گہرائی اور وسعت ہوتی ہے۔الفاظ کے معانی کے بارے میں جاننے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن کے مفردات کو مادہ ،استعمال،سیاق، حقیقت اور مجاز کے لحاظ سے جانیں۔ مفردات کے دروازے سے داخل ہو کے اس کے تفسیری یا تشریحی سمندر سے گوہر وصدف حاصل کر سکیں۔

ایک طرح سے ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں ،چونکہ قرآن کریم کے مرکبات اور جملے، مفردات سے مل کر بنے ہیں اس لیے مرکبات و جُمَل کو سمجھنے کا انحصار، مفردات قرآن کے سمجھنے پر ہی ہو گا۔یوں کہہ لیں کہ بدون مفردات قرآن کی معرفت کے مفاہیم و مطالبِ قرآنِ کریم کو سمجھنا ناممکن ہے۔

یوں تو پوری عربی زبان ہی وسیع و عریض کہ ایک کلمہ کے کئی کئی معانی ہیں مگر قرآن کریم علوم کا ایسا مخزن ہے جس نے بڑے بڑے عربی دانوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ وہ عرب جنہیں اپنی لغت دانی پہ ناز تھا، قرآن کریم نے انہیں تہدیات کر کے لاجواب و شرمندہ کیا۔"بلسان عربی مبین"ہونے کے اعتبار سے یہ کتابِ لاریب بھی وسعت معانی کے وصف متصف ہے۔

اوپر بیان کردہ سوال کا جواب بھی معلوم ہو گیا کہ کسی بھی چیز کو جاننے کے لیے اس کی اکائیوں اور جزءیات کا علم حاصل کیا جاتا ہے۔ نیز ایک وسیع چیز کے بارے میں معلومات کرنے کے لیے وسیع ترین علم کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا قرآن کریم چونکہ یہ رب العالمین کا کلام ہے جس کی ذات بھی غیر متناہی ہے اور وصفات بھی لامتناہی ہیں۔ پس کلام اللہ کی وسعتیں بھی غیر محدود ہیں۔اس کے جاننے سے پہلے وسیع ترین علوم کے ساتھ لیس ہو کر اس کے مفردات کا علم جاننا ضروری ہے۔تب اس کے کل کا مفہوم صحیح سمجھ میں آئے گا۔ تب جاکے قرآن کریم سے ہدایت ملے گی اور گمراہی سے بچاؤ ممکن ہے۔

مختصراً یہ کہ اس کی آیات کے مفاہیم سمجھنے کے لیے اس کے الفاظ جو کہ قرآن کریم کی بنیادی آکائیاں ہیں، کا جاننا انتہائی ضروری ہے۔

حلال و حرام کو سمجھنے میں مفردات کی اثریت:

قران کریم کے احکام، حلال و حرام وغیرہ کا مفہوم سمجھنے کے لیے فہم مفردات ایک طرح کی مفتاح کا کام دیتے ہیں۔ مسئلہ حلت و حرمت کو سمجھنے کے لیے قرآنی مفردات کو احادیث نبویہ کے سائے تلے عربی پس منظر میں دیکھنا ضروری ہے کیونکہ دین اسلام میں مسائلِ حلت و حرمت کی بنیاد قرآن و حدیث پر ہے۔ علمائے کرام نے اخذِ

احکام کے لیے مفردات القرآن کو بنیاد بلکہ شرط کے درجے میں رکھا ہے۔ یعنی قران وحدیث سے مستفید ہونے کے لیے عربی زبان کی روشنی میں قرآن واحادیث کی اکائیاں یعنی فہم مفردات الفاظ القرآن شرط ہے کیونکہ احکام شرع مع دلائل کا جاننا اور سمجھنا صرف اسی پہ منحصر ہے۔ علم مفردات القرآن، کلام اللہ تعالیٰ کی مراد مع ادلہ کی معرفتِ کامل تک پہنچانے کا واسطہ ہے۔ مفردات حلت وحرمت میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ"[9]

"اور رسول ﷺ ان کیلئے پاکیزہ چیزیں حلال فرماتے ہیں اور خبیث چیزیں ان پر حرام کرتے ہیں"

اس آیت میں لفظ "الطیبات" اور "الخبائث" کے بارے میں غامدی صاحب کی رائے جمہور سے ہٹ کر ہے۔ ان کے نزدیک "الطیبات" وہ جانور ہیں جنہیں انسانی فطرت پسند کرتی ہے اور "الخبائث" وہ جانور ہیں جنہیں انسانی فطرت ناپسند کرتی ہے۔ جبکہ جمہور اس کی توضیح یہ کرتے ہیں کہ جو رسول ﷺ اور شریعت نے "طیبات" کہے یا اس کے طیبات ہونے کے اصول بیان کیے وہی طیبات ہیں اور جنہیں رسول ﷺ نے خبائث فرمایا اور اس کے خبائث ہونے کے اصول بیان فرمائے وہی خبائث ہوں گے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کے ذریعے اسے بتایا کہ سؤر، خون، مردار اور خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیے گئے جانور بھی کھانے کے لیے پاک نہیں ہیں اور انسان کو ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔ جانوروں کی حلت و حرمت میں شریعت کا موضوع اصلاً یہ چار ہی چیزیں ہیں۔ چنانچہ قرآن نے بعض جگہ "قُلْ لَّا اَجِدُ فِیْمَا اُوْحِیَ" اور بعض جگہ "اِنَّمَا" کے الفاظ میں پورے حصر کے ساتھ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جانوروں کی حلت وحرمت کے باب میں صرف یہی چار چیزیں حرام قرار دی ہیں۔"[10]

غامدی صاحب کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے ذریعے صرف چار چیزوں کو حرام قرار دیا ہے جو کہ قطعاً غلط ہے کیونکہ اہل سنت کے نزدیک "ذی ناب" اور "ذی مخلب" کی حرمت بھی اللہ کی طرف سے ہے۔[11]

---

[9] الاعراف:157:07

Al-A'raf: 07:157

[10] غامدی، جاوید احمد۔ میزان، ناشر: المورد ادارہ علم و تحقیق لاہور، طبعہ سوم 2014ء، ص:37

Ghamdi, Javed Ahmad Mizan, Publisher: Al-Maurid, Department of Science and Research, Lahore, 3 Edition 2014, p. 37

[11] قشیری، مسلم بن حجاج۔ المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، الناشر: بیروت: دار إحياء التراث العربي، ج:3، ص:1533، رقم :1933

لیکن غامدی صاحب اپنا موقف ثابت کرنے کے لیے اس کی بھی تاویل کرتے ہیں۔ چنانچہ اس سے آگے لکھتے ہیں:

"بعض روایات میں بیان ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچلی والے درندوں، چنگال والے پرندوں اور پالتو گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اوپر کی بحث سے واضح ہے کہ یہ اسی فطرت کا بیان ہے جس کا علم انسان کے اندر ودیعت کیا گیا ہے۔ ہم اگر چاہیں تو ممنوعات کی اس فہرست میں بہت سی دوسری چیزیں بھی اس علم کی روشنی میں شامل کر سکتے ہیں۔ لوگوں کی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے اسے بیان فطرت کے بجائے بیان شریعت سمجھا۔"[12]

محولہ بالا سطور میں یہ بات واضح ہو رہی کہ قرآن کریم میں "الطیبات" و"الخبائث" کے مفردات ،جانوروں کی حلت و حرمت میں کتنی اہمیت رکھتے ہیں۔ جمہور ان مفردات القرآن کا مفہوم کیا سمجھ رہے ہیں اور غامدی صاحب کی رائے کس سمت جا رہی ہے؟ الامان والحفیظ

اسی طرح غامدی صاحب نے موسیقی کو بھی قرآن کریم کے الفاظ سے ثابت کر کے حلال قرار دیا۔ انہوں نے سب سے پہلے قرآن کریم کے الفاظ کے بارے میں "قطعی الدلالہ "کا نظریہ پیش کر کے مفاہیم میں تحریف کا دروازہ کھولا۔ ان کے نزدیک جیسے قرآن کریم کے الفاظ تواتر سے نقل ہوئے ہیں، ایسے ہی اس کے مفاہیم بھی تواتر سے نقل ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

قرآن قطعی الدلالہ ہے۔ چنانچہ اس کے مخاطبین جب اس کے کسی دعوے کو نہیں مانتے تو پوری شان کے ساتھ کہتا ہے کہ "الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ "[13](تمھارے پروردگار کی طرف سے یہی حق ہے، لہذا کسی شبہے میں نہ رہو)۔ اور انکار پر اصرار کریں تو اسی بنا پر انھیں یہ کہ کر مباہلے کا چیلنج دے دیتا ہے کہ یہ "العلم "ہے جو تمھارے پروردگار کی طرف سے آگیا ہے۔ اس کے مقابلے میں ہر

Qushairi, Muslim bin Hajjaj, Al-Musnad Ul-Sahih Ul-Mukhtasar Be aq lil adal ila Rasool illah, may Allah bless and peace upon him, Publisher: Beroot: Dar ul hyaat ut turas Al-Arabi, vol. 3, p. 1533, no. 1933.

[12] غامدی، جاوید احمد۔ میزان، ناشر: المورد ادارہ علم و تحقیق لاہور، طبعہ سوم 2014ء، ص:38

Ghamdi, Javed Ahmad ,Mizan, Publisher: Al-Mawrid, Department of Science and Research, Lahore,3 Edition 2014, p. 38

[13] آل عمران 3:60

Al Imran 3: 60

چیز محض کذب وافترا یا ظن وگمان ہے اور حق کے مقابلے میں ظن کوئی حیثیت نہیں رکھتا: "الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا "[14]

یہ بیان کرنے کے بعد قرآن کریم سے موسیقی کو قرآنی کلمہ "زینۃ" کے مفہوم میں شامل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

زینت کا لفظ عربی زبان میں اُن چیزوں کے لیے آتا ہے جن سے انسان اپنی حس جمالیات کی تسکین کے لیے کسی چیز کو سجاتا بناتا ہے۔ چنانچہ لباس، زیورات وغیرہ بدن کی زینت ہیں؛ پردے، صوفے، قالین، غالیچے، تماثیل تصویریں اور دوسرا فرنیچر گھروں کی زینت ہے؛ باغات، عمارتیں اور اس نوعیت کی دوسری چیزیں شہروں کی زینت ہیں، موسیقی آواز کی زینت ہے؛ شاعری کلام کی زینت ہے۔ دین کی صوفیانہ تعبیر اور صوفیانہ مذاہب تو ان سب چیزوں کو مایا کا جال سمجھتے اور بالعموم حرام یا مکروہ یا قابل ترک اور ارتقاے روحانی میں سد راہ قرار دیتے ہیں، مگر قرآن کا نقطہ نظر یہ نہیں ہے۔ وہ ان مذاہب کی تردید کرتا اور پوری صراحت کے ساتھ کہتا ہے کہ یہ سب چیزیں جائز ہیں، بلکہ نہایت سخت تنبیہ اور تہدید کے انداز میں پوچھتا ہے کہ کون ہے جو زینت کی ان چیزوں کو حرام قرار دینے کی جسارت کرتا ہے جو خدا نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں:قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَتِ مِن الرزق"[15]("ان سے کہو، اللہ کی اُس زینت کو کس نے حرام کر دیا جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کیا ہے اور کھانے کی پاک چیزیں کس نے ممنوع ٹھہرا دی ہیں)"[16]

یہ غامدی صاحب کا نظریہ ہے جس کو انہوں نے قرآنی مفردات کے مفاہیم کو تبدیل کر کے بیان کیا۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، کبار مفسرین تابعین وغیرہ بلکہ جمیع علماء کرام کے نزدیک گانا، طبلہ، سارنگی، اور آلات موسیقی کی حرمت یا کراہت تحریمی یا ناجائز ہونے میں تمام یا اکثر اہل علم نے اتفاق کیا

---

[14] آل عمران 3:61، 63، النجم 53:28

Al Imran 3: 61, 63, Al-Najm 53: 28

[15] الاعراف 7:32

Al-A'raf 7: 32

[16] غامدی، جاوید احمد۔ مقامات، ناشر: المورد ادارہ علم وتحقیق لاہور، طبعہ سوم 2014ء، ص:209

Ghamdi, Javed Ahmad. Maqamat, Publisher: Al-Maurid, Department of Science and Research, Lahore, 3 Edition 2014, p. 209

ہے۔ حرمت کے قائلین نے سورہ لقمان کی آیت نمبر 6 کے الفاظ "لهو الحديث" کے تحت موسیقی کو حرام کہاہے۔ چنانچہ ان مفردات کی توضیح تفسير القرطبي میں دیکھی جا سکتی ہے۔لکھتے ہیں:۔"الغناء والمزامير"[17]("لهوالحديث "سے مرادناچ گانااورآلات موسیقی(ڈھول، باجا، سارنگی وغیرہ)ہیں۔

اور علماء احناف کا مؤقف در مختار میں موجود ہے کہ:۔

"وَالْمَذْهَبُ حُرْمَتُهُ مُطْلَقًا...وَلَا تُقْبَلُ شَهَادَةُ مَنْ يَسْمَعُ الْغِنَاءَ أَوْ يَجْلِسُ مَجْلِسَ الْغِنَاءِ "[18]

(مذہب حنفی میں گانابجانامطلقاحرام ہے۔۔۔اور اس شخص کی گواہی قابل قبول نہیں ہے جو گانابجاناسنتا ہے یا گانے بجانے کی مجلس میں بیٹھتاہے)

نیز فتاوی رضویہ میں ہے "مختصرا اسی طرح یہ گانے باجے کہ ان بلاد میں معمول ورائج ہیں بلاشبہ ممنوع وناجائز ہیں"[19] بلکہ اہلِ حدیث مکتب فکر کے فتاوی اسلامیہ میں اس کے حرام ہونے کے اجماع کا قول بھی موجود ہے۔[20]

---

[17] القرطبي، محمد بن أحمد، (المتوفى: 671ھ)۔الجامع لأحكام القرآن۔الناشر:القاہرہ، دار الكتب المصريہ، الطبعة 1964م، ج:14، ص:51

Al-Qurtubi, Muhammad bin Ahmad, (died: 671 AH), Al-Jami' ull Ahkam Al-Qur'an, Publisher: Al-Qahira, Dar Al-Kutub Al-Misriyah, Edition 1964 AD, vol. 14, p. 51.

[18] ابن عابدين، (المتوفى: 1252ھ)، رد المحتار على الدر المختار۔الناشر:بيروت، دارالفكر۔الطبعة الثانيه 1992م، ج:5، ص:482۔

Ibn Abidin, (dead: 1252 AH), Radd al-Muhtār ala al-Durr al-Mukhtar. Publisher: Beirut, Dar Al-Fikr, second edition, 1992 AD, vol. 5, p. 482.

[19] بریلوی، احمد رضا، العطايا النبويه فی فتاوی الرضويہ۔الناشر:لاہور، اندرون لوہاری دروازہ، رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، ج:9، ص:88

Barelvi, Ahmad Rada, alata Fatwas of Razavi, Publisher: Lahore, Andron Lohari Darwazah, Reda Foundation, Jamia Nizamia Razavi, vol. 9, p. 88.

[20] المسند، محمد بن عبد العزیز۔ فتاوی اسلامیہ، ناشر:لاہور، دارالسلام، ج:4، ص:416

Al-Musnad, Muhammad bin Abdul Aziz, Islamic Fatwas, Publisher: Lahore, Dar Al-Salam, vol. 4, p. 416

موسیقی کے حلال و حرام وناجائز ہونے کے اقوال کی بنیاددر حقیقت "مفردات القرآن" پر قائم کی گئی ہے۔ یہاں ذکر کی گئی امثلہ سے یہ بات الم نشرح ہوگئی کہ احکام کی حلت وحرمت میں بھی "مفردات القرآن" کا بڑا عمل دخل ہے۔ لہٰذا اس کا جاننا ناگزیر ہوا۔

دشمنانِ اسلام کے مفہومِ قرآن پہ حملوں سے بچنے کے لیے مفردات القرآن کا علم ضروری کیونکہ یہ دوپہر کے سورج کی طرح چمکتی دمکتی حقیقت ہے کہ کفارانِ دنیا قرآن کریم کی مثل لانے سے عاجز وبے بس ہیں۔ وہ اپنا پورا زور لگا کر اس کے الفاظ میں کمی کر سکے نہ بیشی۔ حتیٰ کہ یہاں ان کے بڑوں بڑوں کو بھی منہ کی کھانی پڑی۔ ایسا کیوں نہ ہوتا کہ قرآن کا چیلنج تھا اور رحمٰن کا چیلنج تھا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

" وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ"[21]

"اور اگر تم اس کے بارے میں جو ہم نے اپنے بندہء خاص پر نازل کیا، شک میں ہو تو اس کی مثل ایک سورت ہی لے آؤ اور اپنے گواہوں کو بلالاؤ اگر تم سچے ہو (تو یہ کر کے دکھاؤ)"

دشمنانِ اسلام الفاظِ قرآن تو قیامت تک نہیں بدل سکیں گے ہاں البتہ اس کے مفاہیم بدلنے کے لیے دن بدن نئ چالوں سے حملے کرتے ہیں۔ پورا کفر اس وقت اس ہدف پہ سر جوڑ کر کوششیں کر رہا ہے کہ کونسے نئے طریقوں سے قرآن کریم کے الفاظ میں گھس کے مفہوم بدلا جائے۔ اس کام کے لیے جو بندے کارنامے سرانجام دے رہے ہیں ان کی باقاعدہ پشت پناہی کی جاتی ہے۔ نیز ان کی پرایئویسی کا لحاظ رکھتے ہوئے انہیں معاشی، قانونی ،ریاستی، اور معاشرتی مدد فراہم کی اور کروائی جاتی ہے۔ یہ لوگ سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے بڑی خیر خواہی سے مفہومِ قرآن پہ واردات کر کے مسلمانوں میں فرقے بانی وبازی کا کام کرتے ہیں۔ ایسے پُر خطر وپُر فتن ماحول میں ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ خود بھی مفردات القرآن سیکھے اور اپنی نسلوں میں اس کی صحیح تعلیم منتقل کرنے کے لیے کوششیں جاری رکھے۔

---

[21] سورۃ البقرۃ 23:3

Surah Al-Baqarah 3:23

تمام اسلامی علوم کی بنیاد فہم مفردات القرآن:

سب سے زیادہ معزز علوم قرآنی علوم ہیں۔ان میں سے بھی "الفاظ القرآن یا مفردات القرآن" کی ایک خاص اہمیت ہے، کیونکہ اسی سے قرآن کی آیات میں استعمال ہونے والے اصطلاحی الفاظ کو جانا جاتا ہے۔سو یہ تمام اسلامی علوم کے لیے بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔یوں کہا جائے تو بجا ہو گا کہ مفردات القرآن یہ اَقدَمُ العُلوم ہے یعنی وہ علم جسے سب سے پہلے سمجھا اور سیکھا جانا چاہیے۔پھر ان مفردات القران کی بنیاد پر ہی دیگر کئی علوم کی بنیادیں رکھی گئیں، دیگر کئی فنون معرض وجود میں آئے۔اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ تفاسیر قرآن کریم ، تشریحاتِ احادیث، توضیحاتِ مسائل فقہیہ، تنقیحاتِ احکام شرعیہ وغیرہ کا تعلق بھی بلواسطہ فقہِ مفردات سے جا ملتا ہے۔مفردات القرآن کی بنیاد پر دیگر علوم کا معرض وجود میں آنا اور فقہاء کے مابین مسائل شرعیہ میں اختلافات کا ہونا، اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ مفردات کا سمجھنا، مفاہیم و مطالب قران میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔مفردات القرآن کی بنیاد پر فقہاء کرام کا اختلاف کرنا اور پھر اس پہ ایک پورے نظریے اور فقہی مسلک کو وجود میں آنا مفردات القرآن کی اہمیت کو مزید اڑان دیتا ہے۔

البتہ یہ چیز واضح رہے کہ اگرچہ مفردات کو جاننے کے لیے عربی زبان کا جاننا لازم ہے تاہم ہمیں یہاں اس احتیاط کا دامن تھامے رکھنا ہو گا کہ فہم لغتِ عرب کے تناظر میں مفردات القرآن سے اخذ کردہ مفہوم قرآن و حدیث سے ہر گز نہ ٹکرائے۔چونکہ قرآن کریم کی تفسیر کے مآخذ قرآن کریم، حدیث رسول ﷺ، وآثار صحابہ و تابعین ہیں اسی لیے تفسیر بالرائے کرتے ہوئے اس قانون کا لحاظ ضروری ہو گا۔جنہوں نے اس اصول سے بے اعتنائی کی وہ سواد اعظم اہل سنت وجماعت کی راہِ مستقیم سے بھٹک کے "من شَذَّ شُذَّ" کے بھنور میں جا گرے۔

مفردات القرآن کے سمجھنے کے لیے عربی زبان کا جاننا ضروری:

یہ بات بھی بدیہی ہے کی فہم قرآن و حدیث کے لیے فہم مفردات قرآن اور ان دونوں کے لیے عربی زبان کا جاننا حتمی اور لازم ہے۔چونکہ علومِ اسلامیہ کا مدار عربی زبان پر ہے لھٰذا عربی زبان کے قواعد کا سیکھنا بھی لازم ہو گیا۔فہم قرآن کے لیے قرآن کریم کی بنیادی اکائیوں اور عربی زبان کا جاننا کیوں اتنی اہمیت رکھتا ہے؟امام شافعی اس پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وعلی کل مسلم ان یتعلم من لسان العرب ما بلغه جهده حتی یشهد به ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله ویتلوبه کتاب الله وینطق بالذکرفیماافترض علیه من التکبیر وامر به من التسبیح والتشهد وغیر ذلك "[22]

"ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ عربوں کی زبان اپنی تمام تر توانائیوں سے سیکھے۔ حتی کہ اتناتو ہر ایک مسلمان کے لیے عربی سیکھنالازم ہے کہ جس سے شہادتین بول سکے، کتاب اللہ کی تلاوت کر سکے، اور فرضی عبادت میں تکبیر، تسبیح، تشہد وغیرہ امور عربی الفاظ کا نطق کر سکے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ امام شافعی کے نزدیک بھی یہ فرائض دینیہ سے ہیں۔ کیونکہ دین کا سیکھنا ہر مسلمان پر لازم ہے اور یہ بغیر عربی زبان جاننے کے ناممکن ہے۔ ہر وہ شے جس پہ حصولِ فرض موقوف ہو، وہ بھی فرض کا ہی درجہ رکھتی ہے۔ گویا عربی کا جاننا فرض کے درجہ میں ہے۔ آپ کے نزدیک اتنی مقدار میں عربی زبان سیکھنا جس سے ارکان اسلام اور واجبات متحقق ہوتے ہیں اور نطقِ شہادتین، تلاوتِ قرآن کریم، نماز کے اذکار، تسبیحات، تشہد وغیرہ کی ادائی کی جاسکے، فرض عین ہے۔ اس کے بعد مزید فرماتے ہیں:

"وما ازداد من العلم باللسان الذي جعله الله لسان من ختم به نبوته وانزل به آخر کتبه کان خیرا له۔کما علیه ان یتعلم الصلاة والذکر فیها ویاتي البیت وما امر باتیانه ویتوجه لما وجه له ویکون تبعا فیما افترض علیه وندب الیه لامتبوعا"[23]

"اور اس زبان کا علم زیادہ سیکھنا کہ جس زبان میں اللہ تعالیٰ نے نبوت کو ختم کیاہے اور جس میں آخری کتاب کو نازل کیاہے، بھلائیوں اور خیر کا باعث ہے۔ جیسے بندے پہ نماز اور اس کے ذکر کا سیکھنا ضروری ہے۔ بیت اللہ آکر اس میں مناسک کو بجالانا اور اس طرف متوجہ رہنا جس طرف اسے متوجہ کیا گیا

---

[22] شافعی۔ محمد بن ادریس۔ الرسالہ۔ بیروت: دارالعلمیہ، ص:48،
Shafi'i Muhammad bin Idris Al-Risalah Beroot: Dar Al-Ilmiyya, p. 48,

[23] شافعی۔ محمد بن ادریس۔ الرسالہ۔ بیروت: دارالعلمیہ، ص:49
Shafi'i Muhammad bin Idris Al-Risalah Beirut: Dar Al-Ilmiyya, p. 49

ہے، کا سیکھنا(ایسے ہی اس زبان کا سیکھنا بھی)ضروری ہے۔اور سیکھنے والا فرض و نفل کے بارے میں تابع ہو گا نہ کہ متبوع"

اس میں دو چیزیں ہیں ایک یہ کہ عربی زبان کا سیکھنا فرض عین،زائد سیکھنا بھی مومنین کے لیے خیر اور اجر کا باعث ہے۔اگرچہ زائد سیکھنا فرض نہیں مگر باعث اجر ہے۔دوسرا یہ کہ جو یہ علم صرف فرضی مقدار کے مطابق سیکھے گا وہ تابع ہو گا متبوع و پیشوا ہر گز نہیں ہو سکتا۔کیونکہ صرف فرضی مقدار سیکھنے سے کتاب و سنت کے احکام کی بالاستیعاب معرفت کا پالینا نہ ممکن ہے۔امام صاحب نے اسی وجہ سے فرمایا کہ وہ تابع ہو گا یعنی کتاب و سنت کے احکام میں علماء کے فہم کی اتباع کرے گا۔ایک عالمِ کتاب الٰہی کے لیے ناگزیر ہے کہ کتاب اللہ کو سمجھنے کے لیے ان جملہ علوم کو جانے جو اس کے فہم میں معاونت دیں۔علم المفردات انہی علوم کے مبادیات میں سے ایک علم ہے۔پیشوا اور متبوع ہونے کے لیے کتنا علم ضروری ہے تو امام شافعی فرماتے ہیں:

"وانما بدات بما وصفت من ان القرآن نزل بلسان العرب دون غيره،لانه لا يعلم من ايضاح جمل الكتاب احد جهل سعة لسان العرب وكثرة وجوهه وجماع معانيه وتفرقهاومن علمه انتفت عنه الشبهة التي دخلت على من جهل لسانها"

"میں نے اس کو بیان کیا کہ قرآن کریم عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں میں نازل نہیں ہوا۔اسی وجہ سے جو عربی زبان کی وسعت و گہرائی، کثرتِ وجوہِ معانی، اور الفاظ میں معانی کا جمع اور الگ ہونے کو نہیں جانتا وہ کتاب کے مطالب و مفاہیم سے بھی ناواقف و ناشناسا ہے۔کتاب اللہ کے معانی سمجھنے کے جو شبہات لسان عرب سے ناواقف بندے پر وارد ہوتے ہیں، اس سے وہ زائل ہو جاتے ہیں۔"

یہاں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہدفِ بیان کے بارے میں بتاتے ہیں کہ قرآن کریم کا عربی زبان میں نازل ہونا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اس کے معانی تلاش کرنے میں بھی عربی زبان میں سے انحراف نہ کیا جائے۔نہ ہی تعددِ وجوہِ معانی سے غفلت و اہمال سے کوتاہی کی جائے۔عربی زبان ایک وسیلہ ہے جس سے معانی القرآن کا فہم ملتا ہے۔جیسے قرآن کریم میں ہے:

"إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ"[24]

"بیشک ہم نے اسے عربی (زبان) کا قرآن بنایا ہے تاکہ تم لوگ سمجھ سکو"

پس جب اس وسیلہ کے بغیر معنی تک جانے کی کوشش کی جائے گی تو خطاء فی المعنی ہو گا اور اگر خطاء فی المعنی ہو گا تو تفسیر آیت میں فساد آئے گا یعنی معاذ اللہ اس کے بارے میں گمان کرے گا کہ یہ اللہ کا حکم ہے اور یوں یہ بات کفر تک بھی جا سکتی ہے۔ علیٰ ھٰذا القیاس سنت مطہرہ میں تعیین مفہوم کے لیے مفردات کا فہم خاص اہمیت کا حامل ہے چنانچہ حدیث رسول ﷺ میں ہیں:

" مَن كَذَبَ عليَّ مُتعمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقعَدَه مِن النّارِ"[25]

"جس نے مجھ پہ جان بوجھ کر جھوٹ بولا، اس نے اپنا ٹھکانا دوزخ بنایا۔"

محولہ بالا سطور سے بلکل واضح ہو گیا کہ "مفردات" کی فہمِ قرآن و حدیث میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ کلام اللہ اور کلام الرسول کی تفسیر و تشریح آسان کام نہیں ہے۔ تھوڑا سا بے اعتنائی کا مظاہرہ ہوا، سارا مفہوم ہی بدل سکتا۔ لہٰذا قرآن و سنت کے فہم کے لیے ان کے مفردات کا جاننا سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔

مفردات القرآن بطور اصطلاحاتِ قرآن:

قرآن کریم کے الفاظ شریعت مطہرہ میں بطور شرعی اصطلاح کے بھی استعمال ہوئے ہیں۔ مثلاً صلوۃ، صیام، زکوۃ، حج، ایمان، اسلام، الہٰ، ولی، کفر اور شرک وغیرہ جیسے الفاظ کو جو کہ نہ صرف قرآن بلکہ پورے دین میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان جیسے مفردات کا فہم محض الفاظ ہونے کے اعتبار سے نہ ہو گا بلکہ ان کو سمجھنے کے لیے قرآن وحدیث کے دیگر مفردات کا سہارا ضروری ہو گا۔

---

[24] الزخرف،،3:43

Al-Zukhruf,,3:43

[25] بخاری، محمد بن إسماعيل۔الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه، المعروف صحيح البخاري، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة:الأولى،1422ھ، ج:1 ،ص:33،رقم الحديث:110

Bukhari, Muhammad bin Ismail,Al-Jami' Ul-Musnad Ul-Sahih, Almukhtasar min umoor e Rasool Ullah wa sunanihi wa ayamhi., , known as Sahih Al-Bukhari, publisher: Dar Touq Al-Najat, first edition, 1422 AH, vol. 1, p. 33, hadith number: 110.

خلاصہ کلام:

"مفردات القرآن" قرآن کریم کے الفاظ کے لیے استعمال ہونے والی وہ اصطلاح ہے جسے سب سے پہلے امام راغب اصفہانی(متوفی502ھ) نے استعمال کیے۔ قرآن کریم کی تفسیر وتشریح کے جاننے کے لیے ضروری ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ کو مادہ، اہل عرب کے استعمال، سیاق و سباق، صریح و کنایہ، حقیقت و مجاز اور عام و خاص کے اعتبار سے سمجھا جائے۔ مفردات القرآن کلام اللہ کی تفسیر میں ایک خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ اگر فہم مفردات میں خطاء واقع ہو تو آیت یا آیات کی پوری تفسیر غلط کہلائے گی اور یوں افتراء علی اللہ کے ضمن میں آ کے حرام ہو گی۔ مفردات القرآن تمام علومِ اسلامیہ کی بنیاد بنتے ہیں۔ فقہاء کے مابین بھی اختلاف واقع ہونے کی ایک بنیادی مفردات القرآن کی تعبیرات ہے۔ یونہی بسا اوقات ایک ہی آیت کی مختلف تفسیریں کرتے ہوئے مفسرین "مفردات القرآن" کو پیش نظر رکھتے ہیں۔

دشمنانِ اسلام بھی گھات لگائے بیٹھے ہیں اور موقع پا کر الفاظ قرآن کے مفاہیم میں تبدیلی کر کے مسلمونوں میں اختلافات کو ہوا دیتے ہیں۔ نیز بعض مفردات القرآن شریعت مطہرہ میں اصطلاحات کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ ان کا جاننا شریعتِ مطہرہ کے احکام کے جاننے کے مترادف ہے۔ مفردات القرآن کی بدولت بندہ جدید وقدیم عربی سے بھی آگاہی پا سکتا ہے۔

نتائج بحث:

☆ مفردات القرآن سے مراد کلماتِ قرآنیہ کی تشریح وتوضیح ہے۔

☆ ایک ہی مفرد کا مفہوم ہر زبان میں الگ الفاظ کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ زبان کے اختلاف کی وجہ سے الفاظ مختلف استعمال ہو سکتے ہیں لیکن معنی و مفہوم حقیقت میں ایک ہی ہوتا ہے۔

☆ مفرد کی سمجھ بوجھ کیے بغیر آیت یا آیات کی تفسیر "افتراء علی اللہ" کی طرف لے جا سکتی ہے جو سراسر حرام اور کفر ہے۔

☆ حلت وحرمت کے احکام میں مفردات القرآن کا بڑا عمل دخل ہے۔

☆ دشمنانِ اسلام کے حملوں سے بچنے کے لیے ہر مسلمان کو مفردات القرآن کا سیکھنا از حد ضروری ہے کہ عموماً ان کاوار الفاظ قرآن کے مفاہیم ہی ہوتے ہیں۔

☆ مفردات القرآن کے فہم و تفہیم کے لیے عربی لغت کا فہم لازم وضروری ہے۔

☆ بعض مفردات القرآن شرع دین متین میں بطور اصطلاح کے بھی مستعمل ہیں۔ ان کو نہ صرف الفاظ قرآن کی طور پر پڑھا جائے گا بلکہ یہ ایک مخزن کی حیثیت رکھتے ہیں۔

سفارشات:

اس موضوع کو پڑھتے ہوئے جن چیزوں پہ مزید تحقیق کی ضرورت محسوس کی گئی ہے ان کو درج ذیل سطور میں بیان کیا جاتا ہے۔

- قرآن کریم کے الفاظ اور آئمہ اربعہ کی تشریحات و تعبیرات، آفاقی فقہ کے تناظر میں
- معجم اصطلاحات القرآن (اردو)
- مفسر صحابہ کرام اور مفردات القرآن میں مشترکات
- مفردات القرآن اور ہر مفسرین تابعین کی آراء کو الگ الگ قلم بند کیا جائے۔
- مفردات القرآن اور مفسرین تابعین کے مختلفات ومتفقات اور تفردات
- ماضی قریب اور عصر حاضر میں، مفردات القرآن کے مفاہیم میں کہاں کہاں تغیر آیا۔